صلی اللہ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وآلہ وسلم

پہلی ملاقات

فقیہ العصر قبلہ مفتی محمد امین رحمتہ اللہ علیہ کی اپنے
پیر ومرشد کے ساتھ پہلی ملاقات

پہلی ملاقات

از فقیہ عصر مفتی محمد امین صاحب فیصل آباد

فقیر کی حاضری کا سبب

فقیر نے جب محب رسول سیدی و سندی محدث اعظم پاکستان الحاج ابوالفضل مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں زانوئے تلمذ طے کیا اور پھر ۱۹۴۰ء میں سند تکمیل حاصل کر کے حسب ارشاد سیدی محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ جامعہ رضویہ لائل پور میں خدمت تدریس پر مامور ہوا تو اسی دوران ۱۹۵۰ء میں محترم صاحبزادہ نقشبند صاحب زید فضلھم کو لے کر ایک خلیفہ صاحب جامعہ رضویہ میں حصول دین کیلئے حاضر ہوئے۔ داخلہ کے بعد سیدی محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے صاحبزادہ موصوف کو فقیر کے سپرد کر دیا۔

ایک دن صاحبزادہ موصوف نے فرمایا ہمارے ہاں نارنگ منڈی ضلع سیالکوٹ میں حضور قبلہ عالم خواجہ خواجگان قاضی محمد سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک ہو رہا ہے۔ اور وہاں حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے صاحب بھی تشریف لائیں گے۔ یہ سن کر فقیر کو بھی شوق زیارت دامن گیر ہوا۔ اور میں نے کہا کہ میں بھی عرس مبارک میں شریک ہونا چاہتا ہوں۔

صاحبزادہ موصوف نے اپنے والد ماجد کے مریدوں سے فقیر کے متعلق

فرمایا اس کو بھی ساتھ لیتے آئیں۔ پھر جب فقیر وہاں حاضر ہوا تو دیکھا کہ ایک سکول کے احاطہ میں جلسہ عرس کا انتظام کیا گیا ہے۔ دوپہر کے وقت اعلان ہوا کہ عرس مبارک کے شرکاء مہمان صاحبزادہ موصوف کے گھر جا کر کھانا کھائیں۔ مہمان کھانے کے لئے جا چکے تھے صرف دو چار احباب اور فقیر وہاں موجود رہے تو دیکھا کہ ایک معمر بزرگ ماسٹر عبدالغنی صاحب بیٹھ کر کچھ تصوف کی باتیں بیان کر رہے تھے اور تین چار احباب سامنے بیٹھ کر سن رہے تھے اور فقیر کچھ فاصلہ پر ایک اونچی جگہ بیٹھا تھا کہ اس دوران دو حضرات سیاہ ریش، مبارک چہرہ پیچھے سے تشریف لائے، ایک نے گلے میں وظائف حمائل کئے ہوئے تھے اور دونوں ماسٹر عبدالغنی صاحب کے پیچھے آ کر خاموشی سے بیٹھ گئے، فقیر کو خیال تک نہ گزرا کہ یہ وہی حضرت موصوف ہیں اور ساتھ خادم ہے لیکن آنے والے مہمان دام ظلہم العالی کے چہرہ انور میں ایسی کشش تھی کہ فقیر سب باتیں بھول کر محو زیارت رہا۔ اتنے میں ماسٹر عبدالغنی مرحوم کے سامنے والے حضرات کی جب توجہ حضور کی طرف ہوئی تو ماسٹر صاحب کو محسوس ہوا کہ میرے پیچھے کوئی ہے۔ ماسٹر صاحب نے مڑ کر دیکھا تو چونکہ ماسٹر صاحب کی موصوف سے اس سے قبل ملاقات ہو چکی تھی فوراً پہچان لیا اور معذرت خواہ ہو کر گویا ہوئے حضور معاف کر دیجئے میں نے دیکھا نہیں ہے۔ معزز مہمان موصوف نے فرمایا آپ اچھی باتیں کر رہے ہیں کرتے چلیں۔ اس پر فقیر کو معلوم ہوا کہ جس ہستی کی زیارت کیلئے اتنا فاصلہ طے کر کے یہاں آیا ہوں یہ وہی حضرت ہیں۔ اتنے میں صاحبزادہ نقشبند مُدَّظِلُّہٗ کے گھر پتہ چل گیا کہ حضور تشریف لے آئے ہیں سب شرکاء عرس سکول کے احاطہ میں پہنچ گئے اور

جلوس کی شکل میں حضور والا دامت برکاتہم العالیہ کو گھر لے گئے۔ اور پھر نماز ظہر کے بعد احاطہ سکول میں جلسہ منعقد ہوا اور بیان کرنے والا صرف فقیر ہی تھا۔ نعت خواں غلام محمد صاحب نے نعت پاک پڑھی۔ سٹیج پر صرف مہمان خصوصی میرے آقائے نعمت دامت برکاتہم العالیہ جلوہ افروز تھے۔ فقیر بیان کرنے کیلئے کھڑا ہوا تو آواز نے ساتھ نہ دیا۔ بڑی مشکل سے وقت پورا کیا نہ تو سامعین نے کچھ حاصل کیا اور نہ ہی فقیر اپنے بیان سے مطمئن ہوا اور عصر کی نماز تک جلسہ رہا۔ مغرب کی نماز کے بعد گھر میں خاص مہمانوں کیلئے کھانے کا انتظام تھا۔ جب فقیر باہر سے آیا تو دیکھا کہ دستر خوان پر کھانا چن دیا گیا ہے۔ اور مہمان حضرات انتظار میں بیٹھے ہیں۔ جب فقیر حاضر ہوا تو میرے آقائے نعمت دامت برکاتہم العالیہ نے فرمایا مولوی صاحب بیٹھو کھانا کھائیں۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد جب صاحبزادہ صاحب کے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے شوق ظاہر کیا کہ حضور جلسہ گاہ میں تشریف لے چلیں تو فرمایا آپ جائیں میں اس مسجد میں ہی بیٹھتا ہوں۔ لہذا ہم لوگ جلسہ گاہ میں پہنچے نعت خوانی کے بعد جب فقیر خطاب (تقریر) کے لئے کھڑا ہوا تو ایسے ایسے واقعات و مضامین کا سلسلہ شروع ہو گیا کہ فقیر آج تک نہیں سمجھ سکا کہ یہ مضامین کہاں سے آ رہے ہیں۔ سامعین حضرات بھی بہت محظوظ ہو رہے تھے اور فقیر بھی۔

ازاں بعد فقیر اپنے میں کھو گیا اور سمجھا کہ بس مجھے تقریر کرنے کا ڈھنگ آ گیا ہے۔ لیکن وہ تقریر وہی تھی اس سے قبل کبھی ایسی تقریر ہوئی نہ بعد میں آج تک ایسی تقریر ہو سکی۔ جلسہ کے بعد آرام کیا۔ صبح فجر کی نماز کے بعد میرے آقائے نعمت

دامت برکاتہم العالیہ مسجد میں بیٹھ کر ذکر الٰہی میں مشغول تھے۔ فقیر نے جناب صاحبزادہ صاحب سے کہا کہ چونکہ اسباق پڑھانے ہیں اس لئے مجھے اجازت دی جائے۔ اور فقیر گاڑی میں سوار ہو کر لائل پور پہنچ گیا۔ بقول صاحبزادہ صاحب جب حضور اشراق پڑھ کر گھر تشریف لائے اور استفسار کیا کہ مولوی صاحب کہاں ہیں؟ صاحبزادہ صاحب نے جواباً عرض کیا کہ وہ جا چکے ہیں۔ یہ سن کر فرمایا مولوی ایسے ہی ہوتے ہیں مولوی صاحب مل کر بھی نہیں گئے۔

پھر چند ماہ بعد پتہ چلا کہ پنجیاں شریف (یہ آزاد کشمیر میں میر پور سے اندر تین میل مغرب کی طرف ایک گاؤں مبارک ہے) وہاں بھی میرے آقائے نعمت کے در دولت پر حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک ہونے والا ہے۔

نوٹ :......قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ میرے آقائے نعمت دامت برکاتہم العالیہ کے والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ کا لقب ہے۔ جو بہت اونچی شان والے بزرگ اور کامل ولی تھے۔

اللھم افض علینا من فیوضاتھم و برکاتھم

فقیر یہ سن کر کہ عرس مبارک منعقد ہو رہا ہے۔ حاضری کا شوق پیدا ہوا اور فقیر قافلہ کے ہمراہ پنجیاں شریف حاضر ہوا۔ فقیر نے جناب صاحبزادہ نقشبند کے والد ماجد سے عرض کیا کہ میں مرید ہونا چاہتا ہوں لہذا میرے لئے سفارش کریں کہ حضور مجھے غلامی میں لے لیں اور جب انہوں نے فقیر کے متعلق عرض کیا تو فرمایا وہ مولوی ہیں لہذا کسی عالم دین سے بیعت ہو جائیں۔ نیز اتنی دور پتھروں، پہاڑوں میں آنا بڑا مشکل کام ہے۔ بہتر ہے کہ وہ وہیں قریب ہی کسی سے بیعت ہو جائیں۔ فقیر مایوس ہو گیا اور پھر جب ہمارا قافلہ روانہ ہونے لگا تو میرے آقائے نعمت ہمیں باہر وداع

کرنے کے لئے ساتھ ہو لئے۔

نوٹ:

حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے مہمانوں کو وداع کرنے کیلئے ہر طرف حدیں مقرر کی ہوئی تھیں اور آقائے نعمت مدظلہم العالی بھی اسی پروگرام کو جاری و ساری رکھے ہوئے تھے۔

الحاصل جب ہمارا قافلہ بچھیاں شریف سے باہر نکلا تو فقیر کو زاری شروع ہو گئی۔ فقیر چلتا بھی رہا اور منہ چھپا کر روتا بھی جا رہا تھا۔ منہ اس لئے چھپا رہا تھا کہ شرکاء قافلہ کیا کہیں گے۔ لیکن جب وہ حد مقررہ آ گئی اور میرے آقائے نعمت نے الوداعی معانقہ کرنا چاہا تو دیکھا کہ سب رو رہے ہیں اور سب کی داڑھیاں آنسوؤں سے تر ہیں۔ پھر پتہ چلا کہ یہ سارا تصرف میرے آقائے نعمت کا ہے۔

دوسرے سال عرس مبارک کے ایام آئے تو فقیر قافلہ کے ساتھ پھر چلا اور حاضر ہو گیا اور پھر جناب صاحبزادہ صاحب کے والد ماجد سے بیعت کے متعلق عرض کیا اور جب فقیر کی عرض دربار میں پیش ہوئی تو پھر وہی پچھلے سال والا ارشاد دہرایا گیا۔ فقیر مایوس ہو گیا۔ لیکن دوسرے روز جب اشراق کا وقت ہوا تو فقیر کو پیغام پہنچا تجھے حضور یاد فرما رہے ہیں۔ اور جب حاضر ہوا تو فرمایا آ جاؤ اور میرے آقائے نعمت نے فقیر کو غلامی میں لے لیا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ حَمْدَ الشَّاکِرِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ
وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْعَالَمِیْنَ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

میرے آقائے نعمت مدظلہم العالی مادر زاد ولی ہیں۔

دارالعلوم امینیہ رضویہ محمد پورہ فیصل آباد میں کچھ طلباء کشمیر سے علم دین حاصل کرنے کی غرض سے آئے۔ انہوں نے اپنے اکابر کی زبانی بیان کیا کہ شیخ المشائخ کی ولادت مبارکہ سے پہلے حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے ہمارے ہاں ایک مہمان آنے والا ہے جس کا مقام مجھ سے کئی درجہ اونچا ہو گا۔ ازاں بعد فقیر جب در دولت پر ایک دن حاضر ہوا تو حاضری کے دوران فقیر نے اپنے آقائے نعمت سے پوچھ لیا کہ بعض اکابر سے یوں سننے میں آیا ہے۔ اس پر آپ نے تصدیق فرمائی۔ (وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ
سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

کرامات

کرامات کی بے شمار قسمیں ہیں مثلاً طی زمانی، طی مکانی۔ غیب کی خبریں دینا۔ تعدد اقسام میں ہوا میں اُڑنا، پانی پر چلنا وغیرہ۔ لیکن سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ مرید کے دل سے دنیا کی محبت کھینچ لینا۔ اور سنت رسول ﷺ کی اتباع آسان ہو جانا۔ اور یہ چیز میرے آقائے نعمت کی نگاہ مبارکہ میں بدرجہ اتم دیکھی گئی ہے۔

چنانچہ سرکار کے بعض متوسلین کی سالہا سال تک نماز باجماعت ہوتی رہی۔ بلکہ کبھی تکبیر تحریمہ بھی فوت نہ ہوئی۔ اور بعض متوسلین کے دل سے دنیا کی لالچ و حرص ختم ہو گئی۔ حتیٰ کہ اس کو بعض احباب نے مکان کی پیشکش کی کہ آپ کو مکان خرید کر دے دیتے ہیں۔ لیکن اس خادم نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور

یہ سب میرے آقائے نعمت کی نگاہِ ولایت کا صدقہ ہے۔ اور یہ کرامت فقیر کی نظر میں باقی تمام کرامتوں سے اعلیٰ افضل اور اولیٰ ہے۔

(۱) نظر مبارک کا تصرُّف

ایک مرتبہ یہ فقیر بھیجاں شریف حاضر ہوا تو پتہ چلا کہ میرے آقائے نعمت تاج پور تشریف لے گئے ہیں۔ فقیر بھیجاں شریف سے ایک ہمراہی کے ساتھ تاج پور کو روانہ ہوا۔ راستہ میں ایک گاؤں کے قریب سے گزر ہوا تو ایک سفید ریش مولوی صاحب سے ملاقات ہوئی وہ چند قدم فقیر کے ساتھ چلے اور سوالات کرنا شروع کر دیئے۔ کہ کہاں سے آئے ہو، کہاں جاؤ گے۔ اور کیوں جا رہے ہو اور پھر وہ رک گئے اور فقیر آگے چل دیا۔ جب دریا پر پہنچے تو کشتی سے چند احباب صوفی احمد دین وغیرہ اترے۔ پوچھنے پر پتہ چلا کہ حضور پلاک والے راستے بھیجاں شریف چلے گئے ہیں۔ ہم سب واپس بھیجاں شریف پہنچے تو دیکھا کہ حضور مسجد میں تشریف فرما ہیں۔ خیریت دریافت کرنے کے بعد حضور نے فقیر سے پوچھا راستہ میں کون ملا تھا وہ کیا پوچھتا تھا بعد میں فرمایا وہ غیر مقلد ہے اور فلاں گاؤں کا رہنے والا ہے۔ یہ سنتے ہی فقیر حیرت میں گم ہو گیا۔ جیسا کہ حضور سب کچھ دیکھ سن رہے تھے۔

الحمدللّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ
سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

(واقعہ نمبر ۲)

حضور کے خدام میں ایک حافظ صاحب تھے، آپ نے ان کو علم دین حاصل

کرنے کے لئے کئی جگہ دینی مدارس میں بھیجا مگر وہ بہانہ بنا کر واپس آ جاتے تو آپ نے ان حافظ صاحب سے فرمایا اب آپ جائیں جو چاہیں کریں یہاں رہنے کی گنجائش نہیں۔ فقیر ایک دن ٹرین سے جہلم اسٹیشن پر اُترا اور وہاں سے دربار سلطانی زید شریف کی طرف پیدل ہی روانہ ہو گیا۔ اور دربار شریف جہلم سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ راستہ میں وہی حافظ صاحب ملے اور مجھے روک کر کہنے لگے میرے متعلق حضور کے دربار میں سفارش کر دیں۔ کہ مجھے معاف کر دیا جائے۔ فقیر نے کہا کہ میری کیا وقعت ہے کہ میں سفارش کروں میں اس قابل نہیں ہوں۔ فقیر وہاں سے روانہ ہو کر دربار شریف حاضر ہوا۔ حاضری کے وقت میرے آقائے نعمت نے استفسار کیا کہ راستہ میں کون ملا تھا اس نے کیا کہا تھا۔ آپ نے کیا جواب دیا تھا وغیرہ۔ فقیر یہ سن کر حیرانگی میں گم ہو گیا کہ جیسے آپ ساتھ تھے اور سب کچھ سن رہے تھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ
سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

(واقعہ نمبر ۳)

فقیر ایک دن کُڑتی حاضر ہوا کیونکہ میرے آقائے نعمت کُڑتی کی مسجد میں قیام فرما تھے۔ ایک دن بیٹھے بیٹھے سوچ اس طرف چلی گئی کہ شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ ہر آنے والے کی خواہش کے مطابق کھانا دیتے تھے۔ پھر سوچ اس طرف چلی گئی کہ اگر آج میرے آقائے نعمت مجھے اُبلے ہوئے چاول دودھ چینی والے کھلائیں تو مان جاؤں تھوڑی دیر ہی گزری کہ

چوکیدار فتح محمد مرحوم فقیر کے پاس آئے اور سوال کیا حضرت صاحب پوچھ رہے ہیں کہ اُبلے ہوئے چاول دودھ چینی والے کھاؤ گے۔ یہ سنتے ہی سخت پریشانی ہوئی کہ یہ خواہش کی ہی کیوں تھی۔ بہرحال اسی شرمندگی کے انداز میں کہا ہاں کھاؤں گا۔ پھر کچھ وقفہ کے بعد چوکیدار مرحوم آئے اور قریب گھر لے گئے۔ فقیر کے ساتھ فقیر کے لختِ جگر محمد سعید بھی تھے ہم دونوں بیٹھ گئے تو اسی طرح کے چاول پکے ہوئے سامنے آ گئے۔ جیسے خواہش کی تھی۔ کھائے اور واپس مسجد میں آ گئے۔

واقعہ نمبر4

عزیزم محمد سعید کی آنکھوں میں سوجن آ گئی۔ حتیٰ کہ نظر بند ہونے لگی۔ فقیر نے دربار عالی میں حاضری کا ارادہ کیا تو بچوں کی والدہ نے کہا کہ نہ جاؤ کیوں کہ محمد سعید کی حالت زیادہ خراب ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے جانا ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فضل کرے گا۔ اور جب دربار شریف حاضری ہوئی تو میرے آقائے نعمت نے خیریت پوچھی اور بچوں کے متعلق خصوصی خیریت دریافت فرمائی۔ بچے ٹھیک ہیں محمد سعید کا کیا حال ہے۔ جب عرض کیا تو حضور خاموش ہو گئے۔ میں نے وقت یاد رکھا۔ اور پھر جب واپس لوٹا تو دیکھا کہ محمد سعید بالکل ٹھیک ہے۔ پھر پوچھا کہ کب ٹھیک ہوا جواب ملا فلاں فلاں وقت اس نے آنکھیں کھول دی تھیں۔ اور وہ وہی وقت تھا۔

واقعہ نمبر5

فقیر ایک بار چنیاں شریف حاضر ہوا تو دل میں تھا کہ تین باتیں عرض کروں گا وقت نہیں مل رہا تھا حتیٰ کہ واپسی کا دن آ گیا۔ حضور نے فرمایا آج آپ کو رخصت

کیا جائے گا فقیر اس انتظار میں تھا کہ کچھ وقت ملے تو عرض کروں مگر آپ بھی اس کو وداع کرنے جا رہے ہیں بھی اس کو، فقیر مسجد میں حیران کھڑا تھا کہ اچانک میرے آقائے نعمت مسجد کے چھوٹے دروازے سے تشریف لائے اور اندر جانے تک فقیر کے تینوں سوالات کے جوابات دے دیے۔ فقیر سن کر ششدر رہ گیا کیونکہ فقیر نے اپنے سوالوں کا ابھی ذکر نہیں کیا تھا۔ اور جوابات مل گئے۔

واقعہ نمبر6

ایک دن فقیر دربار سلطانی میں جہلم بیٹھا تھا کہ میرے آقائے نعمت اندر سے مسجد کے صحن میں تشریف لائے۔ فقیر بھی سامنے حاضر ہو گیا اور اسم ذات کا دل میں تصور کیا جیسے اندر سے باہر کو لکھا ہوا ہے۔ حضور نے فرمایا اللہ ادھر سے نہیں بلکہ اُدھر سے یعنی باہر سے اندر کو لکھا ہوا تصور کریں۔

واقعہ نمبر7

فقیر کے لختِ جگر محمد کریم سلطانی نے بیان کیا میں ایک دن کوٹلی گلہار شریف حاضر ہوا تھا اچانک خیال آیا کہ ہمارے حضور کا لباس بالکل ہی سادہ ہے۔ کچھ تو اچھا ہونا چاہیے۔ تھوڑی دیر گزری کہ خادم آیا اور پیغام دیا کہ آپ کو حضرت صاحب اندر بلاتے ہیں۔ میں اندر حاضر ہوا تو دیکھا کہ بہترین جبہ زیب تن ہے اور بہترین عمامہ شریف سر مبارک پر سجایا ہوا ہے۔ میرے حاضر ہوتے ہی فرمایا اب ٹھیک ہے۔ جاؤ مسجد میں بیٹھو میں یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گیا۔

واقعہ نمبر8

زہراں بی بی زوجہ محمد مسعود (گھڑی ساز) اپنی والدہ کے ساتھ کوٹلی شریف

حاضر ہوئی۔ ایک دن دل میں خیال کیا کہ کیا اچھا ہو اگر ہمیں زردہ کھلایا جائے۔ بس تھوڑی ہی دیر گزری کہ پلیٹ میں بہترین زردہ پکا ہوا آیا اور لانے والی پوچھتی ہے کہ فیصل آباد والے مہمان کہاں ہیں، میں نے کہا کہ ہم ہیں تو بتایا کہ صرف تمہارے لئے حضور نے بھیجا ہے۔

واقعہ نمبر 9:فقیر ایک دن کوٹلی شریف حاضر ہوا اور وہاں بیٹھ کر لطائف خمسہ بیک وقت ذکر کر رہے تھے یعنی پانچوں لطیفے ذکر کر رہے ہیں اور ساتھ یہ خیال آیا کہ ایسا کرنا ٹھیک ہے یا علیحدہ علیحدہ ذکر کرنا چاہیے۔ اچانک بلاوا آیا فقیر خدمت عالیہ میں حاضر ہوا تو دوران گفتگو کسی ولی کا تذکرہ شروع فرما دیا اور فرمایا وہ ولی فرماتے تھے ہم نے ذکر کا طریقہ بتا دیا ہے۔ اب سالک کی مرضی وہ علیحدہ علیحدہ لطائف پر ذکر کرے یا بیک وقت اکٹھا ہی ذکر کرے۔

والحمد علی ما انعم علینا والصلوٰۃ والسلام علی
حبیبہ وشفیع المذنبین وعلی آلہٖ واصحابہ اجمعین۔

واقعہ نمبر 10

تصرف قلبی: ایک مرتبہ چنچیاں شریف فقیر بھی حاضر ہوا اور مولانا محمد شریف صاحب خطیب وہاڑی بھی حاضر ہوئے۔ واپسی پر میرے آقائے نعمت نے دونوں کو بیک وقت واپسی کی اجازت دے دی۔ اور خود بنفس نفیس وداع کرنے آئے۔ ہمیں وداع کرنے کے بعد ایک عقیدت مند سے فرمایا وہاڑی والے مولوی صاحب کے ہاتھ میں چھڑی ہے لیکن ہمارے مولوی صاحب کے ہاتھ میں چھڑی نہیں ہے لہذا جاؤ اور میری چھڑی لے آؤ اور انہیں دے دو۔ وہ تو چھڑی

لینے حضور کے در دولت کی طرف روانہ ہو گیا تو دوسرے عقیدت مند نے عرض کیا حضور اگر اجازت ہو تو مولوی صاحبان کو آواز دوں کہ رک جائیں تو فرمایا آواز دینے کی ضرورت نہیں (جیسے کہ اس برادر طریقت نے دوسری ملاقات پر بیان کیا) ہم چلتے گئے چند فرلانگ پر کھائی آتی ہے جب وہاں پہنچے تو فقیر وہاں کھڑا ہو گیا اور اپنے ساتھ غالباً حاجی فرمان علی صاحب تھے ان سے سوالات شروع کر دیئے کہ حاجی صاحب یہ کھائی کہاں سے آتی ہے؟ اور کدھر کو جاتی ہے اس میں پانی اس وقت کیوں نہیں وغیرہ وغیرہ۔ یہ بے معنی سوالات کا سلسلہ اس وقت تک جاری رہا جب تک وہ عزیز برادر طریقت چھڑی لئے نہیں پہنچا۔ اور جب اس نے مجھے چھڑی مبارک پکڑائی تو یک دم حیرانگی کی فضا چھا گئی اور فقیر سوچنے لگ گیا کہ یہ کھائی اس سے قبل کئی بار دیکھی اس سے گزر کر جاتا رہا ہوں یہ سوالات کیے تو پتہ چلا کہ یہ سرکار کا تصرف تھا ورنہ ہم چلتے رہتے تو اتنے میں میر پور شہر ہوتے۔ لیکن میرے آقائے نعمت کے تصرف نے روکے رکھا۔

اللھم افض علینا من فیوضاتھم و برکاتھم۔

واقعہ نمبر 12: اولاد کی تربیت بھی ایک مستقل فن ہے اور فقیر طبیعت کی سادگی کی وجہ سے اس فن سے بالکل نابلد ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی عطا کے قربان ایک دن فقیر چنچیاں شریف حاضر تھا۔ سردی کا موسم تھا ظہر کے نماز کے بعد میرے آقائے نعمت مسجد کے اندر ذکر و فکر میں مشغول رہے اور نماز عصر سے کچھ پہلے اندر سے باہر صحن میں تشریف لائے۔ صحن کے ایک کونہ میں دھوپ تھی۔ وہاں آپ تشریف فرما ہوئے تو اچانک چھوٹے دروازے سے حضرت بڑی مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہ

حضور کی والدہ ماجدہ تشریف لے آئیں تو آقائے نعمت نے جلدی سے اپنی چادر بچھا دی۔ مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہ اس پر تشریف فرما ہوئیں تو اچانک میرے حضور نے عرض کر دیا مائی صاحبہ مفتی صاحب کی اولاد کیلئے دعا کریں۔ حضرت مائی صاحبہ نے ہاتھ مبارک اٹھائے (آپ دوپٹہ کے نیچے سے ہاتھ اٹھایا کرتی تھیں) آپ نے دعا فرمائی اور میرے آقائے نعمت نے آمین کہی تو مجھ فقیر کا کام بن گیا اب فقیر کی ساری اولاد دین مصطفیٰ ﷺ کی بہترین خدمت کر رہی ہے اور یہ فقیر کیلئے دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

برکریماں کارہا دشوار نیست

اور یہ سب ولی کے تصرف کا کرشمہ ہے۔

واقعہ نمبر14: ایک مرتبہ سردی کے موسم میں ہم تینوں بھائی الحاج ڈاکٹر محمد شریف اور الحاج محمد حنیف صاحب اور فقیر کرتی (گاؤں کا نام ہے) حاضر ہوئے۔ ان ایام میں ٹرانسپورٹ کا مسئلہ کافی پیچیدہ تھا۔ کوٹلی سے پہلی بس جو میرپور کے لئے روانہ ہوئی وہ فجر کی نماز کے وقت درس گلہار سے گزرتی۔ اس پر واپسی کا پروگرام تھا۔ ہم تینوں بھائیوں کو حضور نے تہجد کے وقت روانہ کر دیا۔ تاکہ نماز فجر درس گلہار میں پڑھ کر پہلی بس پر سوار ہو سکیں۔

ہم نماز فجر پڑھ کر درس گلہار شریف میں بیٹھے تھے کہ ایک خادم آیا اور پیغام دیا کہ تجھے اکیلے کو حضور یاد کر رہے ہیں۔ فقیر اس کے ساتھ چل دیا۔ راستہ میں ایک چشمہ برلب روڈ تھا اس کے قریب سڑک کے نیچے نماز کے لئے جگہ بنی ہوئی تھی۔ وہ خادم فقیر کو اس غار کے اندر لے گیا تو دیکھا کہ میرے آقائے نعمت

اس میں جلوہ گر ہیں۔ فقیر کو بڑی شفقت فرمائی اور ایک حمائل چمڑے کا اور کچھ تبرکات عنایت فرما کر فرمایا میں کئی ماہ سے مسجد سے باہر نہیں گیا۔ آج صرف تیری خاطر یہاں تک آیا ہوں۔ پھر آپ وہیں سے کرتی کی مسجد میں تشریف لے گئے اور فقیر کو فرمایا اب جاؤ۔

الحمد لله على ما انعم على والصلوٰة والسلام على حبيبه سيد المرسلين وعلى آله واصحابه اجمعين۔

واقعہ نمبر15: جب دہلی سے حضرت شاہ ابوالخیر کے صاحبزادے حضرت زید فاروقی لاہور سے جہلم تشریف لائے اور میرے آقائے نعمت کے حجرہ مبارکہ میں قیام فرمایا۔ میرے آقائے نعمت بھی اندر جلوہ فرما تھے۔ حضور نے فقیر کو اندر طلب فرمایا۔ فقیر حاضر ہوا تو دہلی والے حضرت نے بھی شفقت فرمائی۔ پھر فقیر حضور کے حکم سے باہر آ گیا۔ ازاں بعد جب میرے آقائے نعمت باہر تشریف لائے تو فرمایا تیرے باہر آنے کے بعد دہلی والے حضرات نے فرمایا مفتی صاحب کے ساتوں لطائف روشن ہیں۔

الحمد لله رب العالمين حمد الشاكرين وافضل الصلوٰة واكمل التسليم على حبيبه سيد المرسلين وعلى آله واصحابه اجمعين۔

واقعہ نمبر16: ایک دن فقیر کوٹلی شریف تھا۔ واپسی کی اجازت ہو گئی۔ فقیر جب لائبریری سے نکلنے والا تھا کہ خادم نے پیغام دیا آپ کو حضور یاد فرما رہے ہیں۔ فقیر جب اندر حاضر ہوا اور ابھی ڈیوڑھی میں تھا کہ میرے آقائے نعمت شرقی کمرہ کے دروازے سے اندر تشریف لائے اور دور سے دیکھ کر فرمایا اللہ تعالیٰ کی

نعمت ہے یا فرمایا اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے اور پھر وہیں سے فرمایا جاؤ، خدا حافظ،
نوٹ: اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ حضور نے کیا دیکھا یہ راز ابھی تک راز ہی ہے۔

الحمد الله رب العالمين والصلوٰة والسلام على حبيبه
سيد المرسلين وعلى آله واصحابه اجمعين۔

اللهم افض علينا من فيوضاتهم و بركاتهم العاليه۔

واقعہ نمبر 17: حضور کی نظر عنایت سے بغیر ریاضت ومجاہدہ وہ کچھ حاصل ہو جاتا ہے کہ سالک اس کا اندازہ کر ہی نہیں سکتا۔ فقیر کو جو کچھ عنایت ہوا بغیر ریاضت ومجاہدہ کے عنایت ہوا اور اللہ تعالیٰ اسے محفوظ رکھنے کی توفیق عطا کرے۔ طریقہ کار یہ دیکھا گیا ہے کہ جب کوئی عقیدت مند حاضر ہوتا ہے تو آپ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر خیر بیان فرمانا شروع کر دیتے ہیں۔ اور سامع پر بھی وہی کیفیت دل میں راسخ ہو جاتی ہے۔

مثلاً اگر موضوع گفتگو ہو حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی تواضع کا تو سامع کے دل میں تواضع جاگزیں ہو جاتی ہے اگر دنیا سے بے رغبتی کا ذکر ہو تو سامع کے دل سے دنیا کی محبت کم ہو جاتی ہے۔ علیٰ ھذا القیاس۔

اللهم افض علينا من فيوضاتهم و بركاتهم العاليه۔

ہمارے آقائے نعمت صاحب نظر بھی تھے اور صاحب تکوین بھی۔ ہمارے آقا صاحب نظر بھی تھے اس کے متعلق چند واقعات سپرد قلم کیے جا رہے ہیں۔

واقعہ نمبر ۱:

حضور قبلہ عالم پنچھی خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک پہلے

پنچھیاں شریف میں ہوا کرتا تھا فقیر جب غلامی میں داخل ہوا تو عرس مبارک کے موقع پر پنچھیاں شریف حاضر ہوا غالباً یہ ۱۹۵۳ء کا واقعہ ہے وہاں پر ایک مولوی صاحب بیان کرنے کیلئے کھڑے ہوئے جن کو یہ فقیر نہیں جانتا تھا نہ ہی بعد میں کسی سے پوچھا کہ کون تھے بہرحال وہ بیان کر رہے تھے فقیر دل میں ارمان لئے بیٹھا تھا کہ اگر سرکار مجھے بیان کرنے کا حکم دیں تو میں یاايها الذين امنوا اتقوا الله و كونوا مع الصادقين۔ پڑھ کر نسبت کے متعلق بیان کروں اور میرا شوق بڑھتا ہی چلا گیا۔ پھر جب ان مولوی صاحب نے تقریر ختم کی تو فوراً فرمایا مفتی صاحب اٹھو اور كونوا مع الصادقين کے متعلق بیان کرو۔ یہ سن کر فقیر کی آنکھیں کھلی رہ گئیں کہ میں تو دل میں شوق لئے بیٹھا تھا سرکار کو کیسے پتہ چل گیا اس سے بآسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ہمارے آقا رحمۃ اللہ علیہ صاحب نظر تھے۔

واقعہ نمبر ۲:

میرے لخت جگر محمد کریم سلطانی سلمہ نے بیان کیا کہ ایک دن جب میں حاضر ہوا تو دل میں وسوسے آنے شروع ہو گئے کہ عام پیروں کا لباس کیسا شاہانہ ہوتا ہے لیکن ہمارے حضرت دامت برکاتہم العالیہ بالکل ہی سادہ لباس زیب تن رکھتے ہیں کھدر کا کرتہ اور کھدر کا تہہ بند۔

پھر چند ہی منٹ گزرے کہ خادم آیا اور فرمایا تمہیں سرکار یاد فرما رہے ہیں میں اندر حاضر ہوا تو دیکھا بڑا شاندار جبہ مبارکہ اور شاندار عمامہ شریف زیب تن ہے۔ جب میں سامنے حاضر ہوا تو فرمایا اب ٹھیک ہے نا۔ جاؤ پڑھو پڑھاؤ میں حیران ہی رہ گیا۔

﴿واقعہ نمبر ۳:﴾

محترم مولانا مفتی محمد طیب ارشد صاحب جو کہ ادارہ تبلیغ الاسلام فیصل آباد میں اُستاد بھی رہ چکے ہیں انہوں نے فقیر کے سامنے بیان کیا کہ مجھے بھی شوق دامن گیر ہوا کہ میں بھی کوٹلی شریف حاضری دوں اور زیارت سے مشرف ہو جاؤں میں بس پر جا رہا تھا کافی اندھیرا چھا چکا تھا نماز عشاء کے کافی دیر بعد میں پہنچا۔ بس والے نے کہا یہ ہے دربار شریف۔ میں اُترا تو دیکھا چار پانچ احباب کھڑے ہیں وہ بڑی محبت سے مجھ سے ملے ایک کمرے میں لے گئے اور بڑی خدمت کی، میں نے حیران ہو کر پوچھا کہ آپ لوگ کیوں ایسا کر رہے ہیں تو انہوں نے بتایا ہمیں سرکار نے فرمایا تھا ایک عالم دین آ رہے ہیں اُن کا خیال کرنا کھانا پینا، بستر وغیرہ کا اچھا انتظام ہو ہم اس حکم کے ماتحت آپ کی خدمت کر رہے ہیں۔ واللّٰہ تعالیٰ الموفق۔ اللہ تعالیٰ سرکار کے درجات بلند فرمائے۔

﴿واقعہ نمبر ۴﴾

جب فقیر نے حاضر خدمت ہو کر غلامی میں داخل ہو کر قلبی ذکر شروع کیا تو فقیر اندر کی طرف سے اللہ کا تصور کرنے لگ گیا سرکار شیخ قبلہ رحمۃ اللہ علیہ حجرہ مبارکہ سے نکلے تو فرمایا مفتی صاحب اللہ اندر کی طرف سے نہیں باہر کی طرف سے اللہ تصور کر کے ذکر کرو۔

﴿واقعہ نمبر ۵﴾

میرے آقائے نعمت قدس سرہٗ جب گڑتنی (ایک گاؤں کا نام ہے) میں تشریف فرماتے فقیر بھی وہاں حاضر ہوا اور کئی دن حاضر رہا۔

نوٹ :۔ میرے ساتھ میرے لختِ جگر مناظر اسلام محمد سعید احمد سلمہٗ بھی تھے ایک دن فجر کی نماز کے بعد علیحدہ بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک دل میں خیالات اور وسوسے آنا شروع ہو گئے۔ وسوسہ آیا کہ کتابوں میں درج ہے کہ حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں جو مہمان آتا اس کی خواہش اور طبیعت کے مطابق کھانا کھلاتے لیکن ہمارے حضرت صاحب مدظلہٗ العالی سے کبھی کوئی ایسا واقعہ ظاہر نہیں ہوا لہٰذا آج اگر اُبلے چاول کھلائیں جن میں دودھ اور چینی ہو تو پھر مانوں کہ یہ ولی کامل ہیں چند منٹ گزرے ہوں گے کہ چوکیدار فتح محمد صاحب آئے فرمایا حضرت فرماتے ہیں چاول کھاؤ گے؟ یہ سن کر فقیر شرمندہ سا ہوا اور ہاں کر دی تھوڑی دیر بعد پھر آئے اور کہا میرے ساتھ چلو وہ اپنے گھر لے گئے چار پائی پر بٹھایا سامنے پلیٹ اُبلے چاولوں کی رکھ دی جس میں دودھ اور چینی بھی تھی وہ ہم نے کھائے۔

﴿واقعہ نمبر ۶﴾

عزیزم قاری محمد مسعود صاحب حسان سلمہٗ الرحمان کا بیان ہے کہ میں کوٹلی شریف حاضر ہوا اور عشاء کی نماز کے بعد قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے سیب بھیجا۔ فقیر کمرہ نمبر ۲ میں تھا کہ خیال آیا پیر طاہر علاؤ الدین صاحب کوئٹہ والے فرمایا کرتے ہیں کہ سیب صبح میں خود کھاؤ دوپہر میں دوست کو کھلاؤ اور رات میں دشمن کو کھلاؤ مگر مجھے تو میرے سرکار نے بھیجا ہے میں تو ابھی کھاؤں گا کہ میرے سرکار نے بھیجا ہے اتنا سوچنا تھا کہ حافظ منظر صاحب دوبارہ تشریف لائے اور فرمایا کہ حضرت صاحب نے فرمایا کہ اس سیب کو رکھ لو ابھی نہ کھانا صبح تہجد کے وقت اُٹھ کر نماز تہجد ادا کرنے کے بعد کھانا۔

﴿واقعہ نمبر۷﴾

اندازاً دو سال ہوئے فقیر حاضر ہوا تین دن کے بعد واپسی کی اجازت ہوگئی، میں کمرہ میں تھا، سامان گاڑی پر رکھ لیا گیا تو وسوسہ آنا شروع ہوگیا کہ یہاں نماز، روزہ پر زور دیا جاتا ہے مگر عقائد کے متعلق کچھ نہیں فرمایا جاتا اچانک استاد فضل داد صاحب اندر سے آئے اور کہا کہ حضرت فرماتے ہیں جب آیا کرو تو جو پوسٹر چسپاں ہیں اُن کو پڑھا کرو، کیا آپ نے وہ پوسٹر پڑھا ہے؟ جو کہ دروازہ کے اوپر چسپاں ہے جاؤ اس کو پڑھو فقیر جب دروازہ مبارکہ پر پہنچا تو پوسٹر نظر آیا اس کو پڑھا کچھ نصیحت کی باتیں مرقوم تھیں لیکن نیچے لکھا ہوا ہے بشرطیکہ عقیدہ اہلسنت و جماعت ہو یہ دیکھ کر فقیر شرمندہ بھی ہوا اور خوشی کی بھی انتہا ہوگئی۔

اللھم افض علینا من فیو ضاتھم و بر کاتھم۔ (آمین)

﴿ہمارے آقائے نعمت رحمۃ اللہ علیہ صاحب تکوین بھی تھے﴾

﴿صاحب تکوین﴾ وہ ہوتا ہے کہ جو زبان سے نکلے وہ پورا ہوجائے۔ جیسے کہ سیدنا غوث اعظم جیلانی بغدادی قدس سرہٗ نے فرمایا:

قال اللّٰہ تعالیٰ فی بعض کتبہ یا ابن آدم انا اللذی لا الہ الا انا اقول للشئی کن فیکون اطعنی اجعلك تقول للشئی کن فیکون۔ (فتوح الغیب)

یعنی اللہ تعالیٰ نے بعض کتابوں میں فرمایا ہے۔ اے آدم کے بیٹے میں ہوں اللہ وہ ذات کہ کسی بھی چیز کے متعلق فرماؤں کــن یعنی ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ اے آدم کے بیٹے (اے انسان) تو میری اطاعت کر تو میرا ہو جا تو میں تجھے ایسا

کر دوں گا تو جس امر کے متعلق کہے گا ہو جا وہ اسی طرح ہو جائے گی۔

نیز فتوح الغیب میں سیدنا غوث اعظم جیلانی قدس سرہٗ نے فرمایا:

ثُمَّ یُرَدُّ عَلَیْكَ التکوین فتکون باذن اللّٰہ۔ اے عبادت گذار بندے پھر تجھ پر مقام تکوین آئے گا کہ تو باذن اللہ وہ کام سرانجام دے گا تو امور تکوینیہ میں تصرف کرے گا۔

ہمارے آقائے نعمت خواجہ کوٹھوی قدس سرہٗ بھی اس مقام تکوین پر فائز تھے۔

﴿واقعہ نمبر۱﴾ فقیر اندازاً ۵۸ سال خدمت میں حاضر ہوتا رہا پہلے اندازاً تیس سال تک بسوں اور ریل گاڑی پر حاضری ہوتی رہی ازاں بعد ایک دن ہمارے محلے کے ایک عقیدت مند شیخ عبدالرشید نے گاڑی (کار) خریدی اور مجھ سے کہا کہ اس گاڑی پر کوٹلی شریف چلیں۔ میں بڑا خوش ہوا اور ہم اس کار پر سوار ہو کر حاضر ہوئے تو دو تین دن فرمان جاری ہوتا رہا کہ اب فلاں مسجد جاؤ، اب فلاں مسجد جاؤ جب واپسی کا پروگرام بنا تو سرکار نے فقیر پُر تقصیر کو سامنے بٹھایا اور فرمایا کہ سفر بھی کافی دور دراز ہے اور بڑھاپا بھی شروع ہو گیا ہے لہٰذا اب اللہ تعالیٰ ایسا ہی سبب بنائے (کار والا) تو آیا کریں۔ اس فرمان کی یہ برکت ہوئی کہ ازاں بعد فقیر ایک بار بھی نہ کسی بس پر نہ ریل گاڑی پر حاضر ہوا بلکہ اندازاً تیس سال ہو چکے ہیں جدھر جانا ہو گاڑی (کار) موجود ہوتی ہے۔ والحمدللہ رب العالمین۔

﴿واقعہ نمبر۲﴾ محترم بزرگ حاجی محمد اشرف صاحب مرحوم مغفور ہمارے دادا پیر قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے تھے کافی معمر تھے ان کو سرکار نے فرمایا کہ سرہند شریف حاضری کیلئے درخواست دے دو۔ انہوں نے درخواست دے دی پھر فرمایا کہ حج کے لئے بھی درخواست دے دو۔ انہوں نے حج کے لئے

بھی درخواست دے دی جو کہ منظور ہو گئی سرکار نے ان کو حج کے لئے روانہ کر دیا اور جب وہ حج کر کے واپس آئے تو پتہ چلا کہ سرہند شریف کی درخواست منظور ہو گئی ہے لیکن تاریخ آنے سے پہلے حاجی صاحب مرحوم کا وصال ہو گیا وہ فوت ہو گئے، ازاں بعد سرکار نے حاجی حکم داد صاحب زید شرفہ کو فرمایا کہ آپ حاجی محمد اشرف کی درخواست پر سرہند شریف حاضری دے آئیں وہ تیار ہو گئے چند احباب کا قافلہ تھا جن میں بفہ شریف والے صاحبزادہ صاحب بھی تھے ان کی واپسی پر فقیر ان سے ملا اور پوچھا کہ حاجی حکم داد صاحب حاجی محمد اشرف صاحب مرحوم کی درخواست پر کیسے چلے گئے وہ فرمانے لگے کہ جب ہم واہگہ بارڈر پر پہنچے اور پاسپورٹوں کی چیکنگ شروع ہوئی اور جب حاجی حکم داد صاحب سکھ افسر کے سامنے ہوئے وہ افسر کبھی فوٹو کو غور سے دیکھے اور کبھی حاجی حکم داد صاحب کے چہرہ کو بڑے غور سے دیکھنے لگ گیا تو ہم ڈر کر پیچھے ہٹ گئے کہ ابھی حاجی حکم داد صاحب گرفتار ہونے والے ہیں تو کہیں ہم بھی نہ پکڑے جائیں کیوں کہ حاجی حکم داد صاحب اور فوٹو میں بالکل نمایاں فرق تھا آخر کار سکھ افسر نے مہر لگا کر حاجی حکم داد صاحب کے حوالے کر دیا اور حاجی صاحب خراماں خراماں اندر چلے گئے۔

اللھم افض علینا من فیوضاتھم و برکاتھم۔

☆☆☆☆☆